ہے ہمارا فرض لڑوانا نہیں بلکہ لڑتے ہوؤں کو روکنا ہے شہر بھلے ہی اب سنہرا نہ رہا ہو لیکن اس کے مستقبل کو سنہرا بنانا ہوگا۔ کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اچھی تہذیب بھی گم ہو جائے۔ اس صدی کے اختلافات اگلی صدی میں نہ دہرائے جائیں یہی میری گزارش ہے حکومت کے سربراہوں کو بھی اپنے عوام کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ عوام ان کے قریب آئیں لوگوں کو ایسا رخ اختیار کرنا چاہیے جس سے یہ نہ لگے کہ ہم نے اپنی تہذیب کھو دی ہے انسان کے عمل ہی سے اس کی پہچان ہوتی ہے میں نے دیکھا ہے کہ اب انسان کا علم بدلتا جا رہا ہے۔ لوگوں میں عمل کو لے کر خیالات بدلتے جا رہے ہیں یہ آخری نصیحت ہے کہ صدی بدل جائے لیکن عمل نہیں بدلنا چاہیے۔　　(روزنامہ ہندوستان۔ لکھنئو یکم جنوری ۲۰۰۰ء)

علمأ، خطبأ، طلبأ اور عام مسلمانوں کے لئے عظیم الشان

خوشخبری

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے خطبات وافادات کا عظیم الشان مجموعہ علم وحکمت

دعوات حق (مکمل دو جلدوں میں)

مرتبہ مولانا سمیع الحق مدظلہ، مہتمم دارالعلوم حقانیہ

نایاب ہونے کے بعد اب سہ بارہ شائع ہوگئی ہے۔ آج ہی حاصل کیجئے ورنہ اسکی نایابی پر ایک بار پھر افسوس کرنا پڑے گا۔

دعواتِ حق: ایک ایسا گنجینہ جسے اہل علم خطبأ واعظین اور تعلیم یافتہ طبقہ نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور قومی وملی پریس نے سراہا۔ جو ہر خطیب واعظ مقرر کے لئے پکی پکائی روٹی کا کام دیتا ہے جو رشد وہدایت احسان وسلوک کے متلاشیوں کیلئے شیخ کامل کا کام دیتا ہے۔ **دعواتِ حق:** دین شریعت اخلاق ومعاشرت علم وعمل عروج وزوال نبوت ورسالت شریعت وطریقت کے ہر ہر پہلو کو سمیٹے ہوئے ہے۔ **دعواتِ حق:** شیخ الحدیث محدث ومجاہد کبیر مولانا عبدالحقؒ کی عام فہم اور درد سوز میں ڈوبی دل گفتگو اور خطابت کا ایسا مجموعہ ہے جو دلوں میں اتر کر یقین کو بیدار کر کے اصلاحی وایمانی انقلاب برپا کر دیتا ہے۔

فضلأ، علمأ، طلبأ اور اہل مدارس کیلئے خاص رعایت ہوگی

صفحات جلد اول: ۶۷۲، قیمت ۲۱۰ روپے، صفحات جلد دوم ۵۰۲، قیمت ۱۶۵

موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ، پشاور

جناب عبدالماجد
اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج، مانسہرہ

اکیسویں صدی کیلئے اسلام خطرہ ہے یا مغربی جمہوری نظام ؟

عالمی سطح پر سرد جنگ کے خاتمے اور امریکہ کا دینا کی واحد سپریم پاور بننے کے بعد اس کے مفکرین نے دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ اب دنیا کیلئے صرف مغربی لادینی جمہوری نظام (Wester Secutar Capitalistic Democratic System) ہی بہترین نظام ہے اسے فرانس فوکایاما نے The End of History (تاریخ کا اختتام) کا نام دیا ہے۔ لیکن جب دوسری طرف انہوں نے دیکھا کہ اسلام امریکہ اور دیگر یورپی ممالک میں تیزی سے پھیل رہا ہے اور اسلامی ممالک میں نفاذ اسلام کی تحریکیں زور پکڑ رہی ہیں تب انہیں اسلام سے خطرہ محسوس ہوا اور مغربی دانشوروں نے ایک نیا شوشہ چھوڑا کہ مغربی تہذیب کو سوشلزم وغیرہ سے تو خطرہ نہیں رہا لیکن ایک تہذیب ایسی ہے جو مستقبل میں اس کے لئے خطرہ ثابت ہوسکتی ہے اور وہ ہے اسلامی تہذیب اس خیال کو سیموئیل پی ہنٹگٹن (Samoel P. Huntinghten) نے Clash of Civilizations (تہذیبوں کے ٹکراؤ) کا نام دیا ہے۔ یہ مقالہ ہنٹگٹن (جو کہ ایک امریکی سیاسی مبصر اور مشیر ہے) نے ۱۹۹۳ء میں لکھا۔ اس کے نزدیک اب دنیا میں قوموں اور ملکوں کا نہیں بلکہ تہذیبوں کا ٹکراؤ ہوگا اس نے لکھا ہے کہ اس وقت دینا میں آٹھ تہذیبیں موجود ہیں ایک ہماری مغربی تہذیب اور سات دوسری تہذیبیں۔ ان میں سے پانچ کو تو ہم آسانی سے اپنے اندر سمو سکتے ہیں لیکن دو تہذیبیں ایسی ہیں کہ وہ ہمارے لئے لوہے کے چنے ثابت ہوں گی ایک مسلم تہذیب اور دوسری کنفیوشس تہذیب جس کی نمائندگی اس وقت چین کررہا ہے۔ لہذا اس نے مغرب کو دو مشورے دیئے جن پر عمل پیرا ہوکر ان دونوں تہذیبوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے ایک یہ کہ چین کو اسلامی ممالک کے قریب نہ آنے دیا جائے دوسرا مشورہ اس نے یہ دیا کہ مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو ہوا دی جائے۔(1)

اسی طرح کے خطرہ کا اظہار دیگر کئی مغربی دانشوروں نے کیا ہے پیٹرک بوشانن (Petric Buchanon) نے کہا

"For a millenium, the struggle for mankind's desting was between chris-

tianity and Islam, in the 21st century it may be so again"- (2)

یہی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں :

"The Muslim threat is global is nature as muslims in Europe, Soviet Union and America proliferate and prosper." (3)

حالانکہ اسلام یا اسلامی تہذیب ان کے لئے خطرہ نہیں بلکہ ان کا اپنا دیا ہوا غلط استحصالی نظام مستقبل کے لئے خطرہ ہے جس کی وجہ سے اس وقت بھی پوری دنیا معاشی بدحالی اور اخلاقی بے راہ روی کا شکار ہے جو کہ لازمی طور پر بدامنی اور فساد فی الارض کا باعث ہے جس کی وجوہات درج ذیل ہیں :

۱۔ مغربی سرمایہ دارانہ استحصالی نظام کی بدولت اس وقت دنیا میں ایک ارب تیس کروڑ افراد ایسے ہیں جن کو روزانہ ایک ڈالر سے کم میں گزارا کرنا پڑتا ہے اور روزانہ پینتیس ہزار افراد غذا کی کمی اور ناقابل علاج بیماریوں کے ہاتھوں دم توڑ دیتے ہیں۔ (4)

اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت بیس فی صد امیر ترین افراد دنیا کی اسی فیصد دولت، تجارت، سرمایہ کاری اور بچتوں پر قابض ہیں اور باقی بیس فی صد افراد صرف ڈیڑھ فی صد تجارت، سرمایہ اور بچتوں کے حامل ہیں(5)

۲۔ مغرب نے دنیا کے تمام ممالک بشمول اسلامی ممالک میں بے جا مداخلت کر کے انکے معاشی اور معدنی وسائل پر قبضہ کیا ہوا ہے اور عالمی اقتصادی پالیسیوں کو آئی ایم ایف (I.M.F) ورلڈ بینک اور ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (W.T.O) کے ذریعے اپنے کنٹرول میں لے لیا ہے اور عرب ممالک کے تیل اور دولت پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے

۳۔ کویت اور سعودی عرب کی حفاظت کے نام پر امریکہ اور دیگر ممالک نے اپنے ہزاروں فوجیوں کو عرب کی سرزمین پر رہنے کا جواز فراہم کیا۔ مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کا ناسور پیدا کر کے مسلمانوں کیلئے ایک مستقل خطرہ کھڑا کر دیا۔ اور پھر اپنے دوہرے معیار کے تحت اسرائیل وغیرہ کیلئے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور اقوام متحدہ کی قراردوں کے علی الرغم مراعات جاری رکھیں جبکہ اسلامی ممالک میں انسانی حقوق کے نام پر مداخلت کی اور ظالمانہ پابندیاں لگا کر اپنے خلاف نفرت اور غصے کے جذبات پیدا کئے

امریکہ کے عراق اور افغانستان پر حملوں نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور اپنے خلاف رائے عامہ کو مزید ہموار کیا۔

۴۔ مغربی میڈیا اور اس کے دانشوروں نے مسلمانوں کو اشتعال انگیز ناموں (جیسے بنیاد پرست Fundamentalist، دہشت گرد Terrorist، جنونی Fanatic، انتہاپسند Extremist وغیرہ) سے یاد کر کے اپنے خلاف مسلمانوں کے غصے کی لہر میں مزید اضافہ کیا۔(6)

۵۔ اسی طرح امریکی کانگریس نے مسلمانوں کے "مذہبی مواخذے سے آزادی" کے نام پر ایک بل منظور کر کے امریکی صدر کو دیگر ممالک میں بے جامداخلت کا جواز فراہم کرنے کی کوشش کی۔ نتیجتاً ے ممالک میں مذہبی آزادی کی نگرانی اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے نام پر مداخلت شروع کر دی(7) جبکہ خود امریکہ میں انسانی حقوق کا حال تمام دنیا سے بدتر ہے اور جرائم کی شرح تمام ممالک سے زیادہ ہے۔(8)

ان تمام بے انصافیوں اور غلط پالیسیوں کی وجہ سے اگر غریب اقوم اور مسلمانوں کے اندر مغرب کے خلاف غصے اور نفرت کے جذبات پیدا ہوں اور وہ عدم برداشت کا شکار ہو کر چند انتہائی اقدامات کے مرتکب ہوں تو ذمہ دار مغرب کا استحصالی نظام ہے نہ کہ غریب اقوام اور مسلمان۔

یہی وجہ ہے کہ ایک مقالہ نگار یہ لکھنے پر مجبور ہے کہ تہذیبی کشمکش اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کی وجہ سے نہیں بلکہ دنیا کے وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم کا نتیجہ ہے۔

Clash of civilization is not so much over Jesus Christ, Confucious or Prophet Muhammad as it is over the unequal distribution of World power, wealth and influence (9)

چنانچہ یہ اسوقت کی سب سے اہم پکار ہے کہ عالمی وسائل، خزانہ اور دولت منصفانہ طور پر تقسیم ہوں تاکہ پوری دنیا میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہو اگر یہ تقسیم پرامن طریقے سے نہ ہوئی تو پھر ایک بہت بڑے تصادم کے بعد ہو گی جیسا کہ Global Sharing of Power کا مقالہ نگار رقم طراز ہے:

The Challenge of our time is whether a redistribution of power, which is a sine qua non (essential conditions) of a stable world order can be based on some over riding principles and brought through peaceful means. If not,it will take places through a series of social, economic convulsions and politics- military conflicts. (10)

ان عالمی وسائل کی منصفانہ تقسیم اور عالمی امن کے قیام کے لئے آسمانی ہدایت سے محروم مغربی جمہوری نظام یا کوئی دوسرا نظام کارگر ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ تمام دنیا ان نظاموں کو آزما چکی ہے اور نیو ورلڈ آرڈر کے نتائج بھی دنیا کے سامنے ہیں۔ اب اکیسویں صدی میں انسانیت کی option کے لئے مزید کوئی نظام باقی نہیں رہا سوائے ایک نظام کے اور وہ ہے رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا امن و سلامتی والا دین اسلام، جس کے بارے میں دنیا کے تمام دانشوروں اور انسانیت کے بہی خواہوں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے: "ایسے وقت میں جبکہ اسلحہ کی قوت یا اقتصادی غلبہ کے نفرت انگیز دباؤ نسل انسانی اپنی پیاری آزادیاں گنواتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اسلام ہی مستقبل میں انسانیت کی آزادی کے قلعے کا آخری پشتہ ہے اور عالمی سیاست کی تنظیم نو کے لئے حقیقی طور پر بڑا مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔(11)

دراصل مسلمان ہی ایسی قوم کے افراد ہیں جن کے پاس عالمی برادری کو دینے کیلئے ایک واضح اور مثبت شے ہے"(12)

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنی صفوں کے اندر اتحاد واتفاق پیدا کر کے اپنے فرض منصبی کو پورا کرتے ہوئے دلائل وبراہین سے تمام دنیا کے انسانوں کو اسلام کی طرف دعوت دیں اور اسلام کے حوالے سے مغرب کے پھیلائے ہوئے شکوک و شبہات کارد پیش کریں۔ مواصلاتی انقلاب اور دیگر جدید سہولتوں نے تمام دینا کو ایک بستی (Global Village) کی شکل دے کر دعوت کے اس کام کو مزید آسان بنادیا ہے اس لئے ان جدید سہولتوں کو اسلام کی دعوت کے لئے استعمال کرتے ہوئے حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ تمام انسانوں کو "دارالسلامہ" کی طرف بلائیں اور اسلام کو عملی طور پر انکے سامنے پیش کریں اور بقول قائداعظم محمد علی جناح:

"ہمیں دنیا کے سامنے ایک ایسا نظام پیش کرنا چاہیے جو انسانی مساوات اور عدل عمرانی کے اسلامی تصورات پر مبنی ہو صرف یہی وہ طریق ہے جس سے ہم اس فریضہ سے عہدہ برا ہو سکیں گے جو ہم پر مسلمان ہونے کی حیثیت سے عائد ہوتا ہے۔ اور ہم دنیا کو وہ پیغام دے سکیں گے جو اسے تباہیوں سے بچالے گا اور نوع انسانی کی بہبود اور خوشحالی کا ضامن ہو سکے گا۔ یہ کام کسی اور نظام سے نہیں ہو سکتا"(13)

حوالہ جات

1- مزید تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو راقم الحروف کا مضمون "عدم برداشت کا رجحان اور تعلیمات نبوی" ماہنامہ "حکمت قرآن" لاہور جون ۲۰۰۰ء

2- Esposito, john, L, The Islamic Threat, Myth or Reality, Oxford University Press, N.York Oxford-1992 -p-175

3- Ibid 4- ماہنامہ "العصر" (پشاور جولائی اگست ۱۹۹۸ء) نے ایمنسٹی انٹرنیشنل کے حوالہ سے یہ رپورٹ دی ہے

5- Human Development Report, 94 in Press Review, Feb 96-Vol III P-51

6- Walke, Alan, Address in "Islam and teh Chalinges of the Contemporary World" by Prof. Saeed ullah Qazi- Sheikh Zaid Islamic Centre, university of Peshawar - 95 P.191

7- ملاحظہ ہو سہ ماہی "الشریعہ" گوجرانوالہ اکتوبر ۹۸ء

8- روزنامہ مشرق پشاور ۱۶ مارچ ۱۹۹۹ء مضمون "امریکہ میں انسانی حقوق کی حالت زار" مشرق سردس اور روزنامہ نوائے وقت ۲۲ مارچ ۹۹ء میں محمد آصف شیخ کا مضمون "حقوق انسانی کا تحفظ اور امریکہ"

9- Satish Kumar "Global sharing of Power in Press Review-Defence and Media Publication, Rawalpinid- Feb 96- P52

10- (محولہ بالا ص ۵۰) 11- Opcit- P-50 رحمان مزتن تہذیب وتمدن اور اسلام۔ ۹۳ء ص ۳۹۱

12- رحمان مزتن تہذیب وتمدن اور اسلام۔ ص ۳۹۰

13- سٹیٹ بینک کی افتتاحی تقریب سے خطاب جولائی ۱۹۴۸ء ماخوذ از ماہنامہ "تعمیر انسانیت" لاہور، دسمبر ۸۹ء ص ۳